

پاکستان میں غذائی عدم تحفظ کی صورت حال اور سیلاب 2025 میں HHRD کی خدمات

Food Insecurity Situation in Pakistan: 2025 Floods and HHRD Services

Khushhall Shaheen

PhD Research Scholar Superior University Lahore

mphil2017itc@gmail.com

Dr. Neelam Bano

Assistant Professor Superior University Lahore

neelam.bano@superior.edu.pk

Dr. Sadeeq Ahmad

HOD, Academia Facilitation Department CEF Islamabad

sadeeqji@gmail.com

Abstract:

Food is a fundamental human need and an inalienable right. Although Allah Almighty has provided abundant food resources in the universe, a large segment of the population in Punjab, Pakistan, faces food insecurity due to poverty, extreme inflation, and low purchasing power. The devastating floods of 2025 have exacerbated this crisis to an unbearable extent, destroying agricultural lands, crops, and food supplies, pushing millions into severe food shortages and homelessness. Islam recognizes food as a basic human right and offers a comprehensive theoretical and practical strategy to ensure food security for every individual.

In light of this critical situation, the organization "Helping Hand for Relief and Development (HHRD)" has delivered immediate and extensive services in accordance with the Islamic principles of Zakat, charity, and social responsibility to meet the food needs of flood victims. These services include "Emergency Seed for Hope" providing seeds and agricultural aid, immediate ration kits, clean drinking water supply, distribution of hot and cooked meals, nutrition-rich special packets (especially for children and pregnant women), and long-term rehabilitation projects to pave the way for self-sufficiency. The central aim of all these efforts is to ensure continuous access to food and basic necessities for the most vulnerable segments of society, particularly children, women, and the elderly.

It is the fundamental responsibility of the state to guarantee the provision of this right and implement effective policies and measures to eradicate hunger from society. This paper proposes a comprehensive strategy for achieving food security in light of Islamic teachings, especially for low-income households and populations affected by natural disasters such as the 2025 floods, highlighting the practical and organized efforts of organizations like HHRD as a successful and replicable model.

Keywords: Food Security, Right to Food, Pakistan, Punjab Floods 2025, Humanitarian Crisis, Agricultural Rehabilitation, Sustainable Rehabilitation, Food Insecurity, Vulnerable Populations, State Responsibility, Islamic Social Welfare.

پاکستان میں غذائی عدم تحفظ کی صورتحال:

غذائی تحفظ سے مراد یہ ہے کہ ریاست میں آبادی کے تناسب سے خوراک کی رسد کا مکمل انتظام ہو اور اس کے حصول کے لیے افراد معاشرہ کی جسمانی و معاشی رسائی ممکن ہو، یعنی ان کے پاس اتنی رقم ہو کہ وہ اشیائے خوردنی خرید سکیں۔ اگر ملکی پیداوار وافر ہو، منڈی میں خوراک کے تمام ذخائر موجود ہوں مگر لوگوں میں خریدنے کی استطاعت نہ ہو تو وہ غذائی تحفظ سے محروم سمجھے جائیں گے۔ اس تناظر میں، پاکستان میں غذائی تحفظ کا چیلنج محض خوراک پیدا کرنے تک محدود نہیں، بلکہ اس کی منصفانہ تقسیم، استطاعت کے دائرہ کار میں ہونے، اور غذائیت کے معیارات کو برقرار رکھنے سے متعلق ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لیے صرف زرعی پالیسیوں پر توجہ دینے کے بجائے، سماجی تحفظ کے منصوبوں، آمدنی میں اضافے کے اقدامات، قیمتوں میں استحکام، اور خوراک کے استعمال کے متعلق عوامی آگاہی جیسے جامع نقطہ نظر کی ضرورت ہے۔

غذائی تحفظ (Food Security) محض ایک زرعی مسئلہ نہیں بلکہ یہ ایک پیچیدہ سماجی و اقتصادی چیلنج ہے جس کا براہ راست تعلق انسانی ترقی اور ملکی استحکام سے ہے۔ علمی تناظر میں، غذائی تحفظ کی تعریف چار بنیادی ستونوں پر استوار ہے: خوراک کی دستیابی (Availability)، معاشی و جسمانی رسائی (Access)، اس کا حیاتیاتی استعمال (Utilization)، اور وقت کے ساتھ اس فراہمی کا استحکام (Stability)۔ پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں، جہاں زراعت معیشت کی ریڑھ کی ہڈی تصور کی جاتی ہے، وہاں غذائی تحفظ کا مسئلہ اب محض پیداواری صلاحیت تک محدود نہیں رہا۔ اگرچہ ملک میں اناج کے وافر ذخائر موجود ہوں اور منڈیاں اشیائے خوردنی سے بھری ہوں، لیکن اگر آبادی کا ایک بڑا حصہ بلند افراط زر اور کم قوت خرید کے باعث ان تک رسائی سے قاصر ہو، تو ریاست ”غذائی طور پر غیر محفوظ“ (Food Insecure) ہی کہلائے گی۔

پاکستان کے تناظر میں، غذائی تحفظ کے چیلنجز دوہری نوعیت کے ہیں۔ ایک طرف تقسیم کے غیر منصفانہ نظام اور مارکیٹ کی بدانتظامی نے خوراک کی قیمتوں کو عام آدمی کی پہنچ سے دور کر دیا ہے، تو دوسری طرف غذائیت کے گرتے ہوئے معیارات (Malnutrition) نے عوامی صحت کے سنگین مسائل پیدا کر دیے ہیں۔ تحقیق یہ واضح کرتی ہے کہ اس بحران کا حل محض روایتی زرعی پالیسیوں یا نی ایئر پیداوار میں اضافے میں پنہاں نہیں ہے۔ بلکہ اس کے لیے ایک جامع اور ہمہ گیر ”نظریہ عمل“ کی ضرورت ہے جس میں سماجی تحفظ کے پروگراموں (Social Safety Nets) کی وسعت، قیمتوں میں استحکام کے لیے سخت انتظامی اصلاحات، اور فی کس آمدنی میں اضافے کے عملی اقدامات شامل ہوں۔ مزید برآں، خوراک کے ضیاع کو روکنے اور متوازن غذا کے متعلق عوامی آگاہی کی مہمات اس فریم ورک کا لازمی حصہ ہونی چاہئیں۔ لہذا، غذائی تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے لازم ہے کہ اسے ایک ”انسانی حقوق کے مسئلے“ کے طور پر دیکھا جائے جہاں ریاست خوراک کی محض فراہمی ہی نہیں بلکہ اس کی منصفانہ تقسیم اور ہر شہری کی استطاعت کو بھی یقینی بنائے۔

Term “Food Security” is defined as; ‘When all people at all times have physical and economic access to sufficient, safe and nutritious food to meet the dietary needs and food preferences for an active and healthy life.’¹

عالمی سطح پر غذائی عدم تحفظ کی صورتحال گزشتہ دو دہائیوں کے مقابلے میں اب کہیں زیادہ پیچیدہ اور تشویشناک رخ اختیار کر چکی ہے۔ خوراک و زراعت کی عالمی تنظیم (FAO) اور حالیہ عالمی رپورٹس کے مطابق، سال 2022 میں جہاں بھوک کا شکار افراد کی تعداد تقریباً 78 کروڑ تھی، وہیں 2025 کے آغاز تک موسمیاتی تبدیلیوں اور علاقائی تنازعات کے باعث عالمی آبادی کا تقریباً 10 فیصد حصہ شدید غذائی قلت کی زد میں آچکا ہے۔ پاکستان کے مخصوص تناظر میں یہ صورتحال مزید سنگین چیلنجز کی نشاندہی کرتی ہے۔ ”پاکستان ہاؤس ہولڈ انٹیگریٹڈ انکم 2024-25“ کے تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق، ملک میں معتدل یا شدید غذائی عدم تحفظ کا شکار گھرانوں کی شرح بڑھ کر 24.3 فیصد تک پہنچ گئی ہے، جو کہ 2018-19 میں محض 15.9 فیصد تھی۔ یہ اعداد ظاہر کرتے ہیں کہ پاکستان کی تقریباً 3.7 کروڑ سے زائد آبادی براہ راست غذائی قلت کا شکار ہے، جو کہ انسانی ترقی اور ملکی استحکام کے لیے ایک سنگین خطرہ ہے۔

موجودہ حالات کا گہرا تجزیہ یہ ثابت کرتا ہے کہ پاکستان میں غذائی تحفظ کا مسئلہ اب محض ”پیداوار“ کا نہیں بلکہ ”استطاعت“ اور ”منصفانہ رسائی“ کا ہے۔ اگرچہ 2024-25 کے دوران گندم کی پیداوار تقریباً 29 ملین ٹن ریکارڈ کی گئی، لیکن بلند افراط زر اور روپے کی قدر میں کمی نے خوراک کی قیمتوں کو عام آدمی کی قوت خرید سے دور کر دیا۔ 2025 کے حالیہ سروے کے مطابق، شہری علاقوں میں غذائی عدم تحفظ کی شرح میں غیر معمولی اضافہ دیکھا گیا ہے، جہاں قیمتوں میں عدم استحکام نے متوسط طبقے کو بھی متاثر کیا ہے۔ لہذا، تحقیق یہ واضح کرتی ہے کہ اس بحران پر قابو پانے کے لیے روایتی زرعی پالیسیوں سے ہٹ کر ایک جامع فریم ورک کی ضرورت ہے، جس میں سماجی تحفظ کے پروگراموں (جیسے کفالت پروگرام) کی توسیع، قیمتوں پر سخت کنٹرول اور موسمیاتی تبدیلیوں کے خلاف مزاحمتی زراعت کو کلیدی اہمیت دی جائے۔ جب تک ریاست خوراک کی منصفانہ تقسیم اور ہر شہری کی معاشی رسائی کو یقینی بناتی، وافر پیداوار کے باوجود غذائی تحفظ کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔²

گویا پاکستان میں بنگلہ دیش اور بھارت سے کہیں زیادہ افراد بھوک اور غذائی کمی کا شکار ہیں جس سے پسماندہ طبقات کی محرومیوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ اپنی بنیادی ترین ضرورت پوری کرنے سے قاصر ہیں۔ کئی عالمی اور قومی اداروں کی رپورٹیں اس حقیقت کی تائید کرتی نظر آتی ہیں۔ ذیل میں انہیں درج کیا جاتا ہے:

¹ SDPI, SDC, WFP (World Food Program) Food Insecurity in Pakistan, SDPI, Karachi, 2009, P:2

² FAO, IFAD, WFP, state of food insecurity in the world, 2015, FAO, Rome, 2015, P:8 10

Global Hunger Index 2015ء کی سروے رپورٹ کے مطابق:

پاکستان میں غذائی عدم تحفظ کا سفر گزشتہ ایک دہائی کے دوران نمو اور چیلنجز کی ایک پیچیدہ داستان پیش کرتا ہے۔ اگر 2015ء کی عالمی بھوک انڈیکس (GHI) رپورٹ کا جائزہ لیا جائے تو پاکستان 8.33 اسکور کے ساتھ ”سنگین“ زمرے میں شامل تھا اور 11 ممالک کی فہرست میں 93 ویں درجے پر فائز تھا۔ اس دور میں پانچ سال سے کم عمر بچوں میں نمو کی کمی (Stunting) کی شرح 45 فیصد کی تشویشناک سطح پر تھی، جو طویل المدتی غذائی قلت اور بنیادی صحت و صفائی کی ابتر صورت حال کی عکاسی کرتی تھی۔ اس وقت تقریباً 4.1 کروڑ افراد (آبادی کا 22 فیصد) غذائی قلت کا شکار تھے، جس کی بنیادی وجہ خوراک کی کمی نہیں بلکہ غربت اور وسائل تک ناہمواری رسائی تھی۔

ایک دہائی بعد، 2026-2025ء کے موجودہ تناظر میں صورتحال مزید گنجلک ہو چکی ہے۔ اگرچہ جدید زرعی ٹیکنالوجی اور حکومتی مداخلت کے باعث گندم کی پیداوار 2025ء میں 29 ملین ٹن کی ریکارڈ سطح تک پہنچی ہے، لیکن معاشی اشاریے ایک مختلف تصویر پیش کرتے ہیں۔ تازہ ترین سروے (HIES 2024-25) کے مطابق، شدید مہنگائی اور قوت خرید میں کمی کے باعث معتدل یا شدید غذائی عدم تحفظ کا شکار گھرانوں کی شرح بڑھ کر 24.3 فیصد ہو گئی ہے، جو 2015ء کے مقابلے میں ایک منفی رجحان کو ظاہر کرتی ہے۔ اگرچہ ’اسٹنٹنگ‘ کی شرح میں معمولی بہتری آئی ہے، مگر حالیہ سیلابوں اور موسمیاتی تبدیلیوں نے دیہی علاقوں میں خوراک کی سپلائی چین کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ آج کا چیلنج محض ”خوراک کی فراہمی“ سے منتقل ہو کر ”خوراک کی سستی رسائی“ بن چکا ہے۔ تحقیق ثابت کرتی ہے کہ جب تک ریاست آمدنی میں اضافے اور قیمتوں میں استحکام کو یقینی نہیں بناتی، عالمی انڈیکس میں پاکستان کی پوزیشن اور انسانی ترقی کے اہداف (SDGs) کا حصول ایک خواب ہی رہے گا۔³

سوشل ڈویلپمنٹ پالیسی انسٹی ٹیوٹ SDPI کی رپورٹ کے مطابق نصف آبادی مناسب غذا سے محروم:

Almost half of the population of Pakistan (48.6%) does not have access to sufficient food for healthy life at all time.⁴

پاکستان میں غذائی عدم تحفظ کا جغرافیائی پھیلاؤ ایک سنگین علاقائی عدم توازن کی نشاندہی کرتا ہے۔ تاریخی اعداد و شمار کے مطابق، ملک کے 134 اضلاع میں سے 61 فیصد (تقریباً 80 اضلاع) میں غذائی تحفظ کی صورتحال ناکافی رہی ہے، جن میں سے 45 اضلاع ”انتہائی غیر محفوظ“ زمرے میں شمار ہوتے تھے۔ بلوچستان اس بحران کا مرکز رہا ہے، جہاں 90 فیصد اضلاع غذائی طور پر غیر محفوظ پائے گئے، اور ڈیرہ بگٹی 82 فیصد کی بدترین شرح کے ساتھ پہلے نمبر پر رہا۔ فائنا، خیبر پختونخوا کے بالائی اضلاع اور سندھ کا علاقہ تھرپاکر بھی شدید غذائی قلت کا

³ Klaus-von Grember & Co., Global Hunger Index; 2015, International Food Policy Research Institute, concern worldwide, world peace foundation, Bonn/Washington DC/Dublin, 2015, P:18

⁴ Planning Commission, Govt. of Pakistan, National Nutrition Survey 2011, Planning Commission, Planning & Development Div. 2011, P:xi

شکار رہے۔ اسٹیٹ بینک اور عالمی اداروں کی سابقہ رپورٹس کے مطابق، شہری علاقوں میں بھی صورتحال ابتر رہی، جہاں لاکھوں افراد روزانہ 1700 کیلوریز سے کم خوراک حاصل کر پاتے تھے، جو کہ عالمی معیار سے کہیں کم ہے۔

موجودہ سال 2025-2026 کی تازہ ترین رپورٹس اور ”نیشنل فوڈ سیکورٹی ڈیش بورڈ“ کے اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ موسمیاتی تبدیلیوں (Climate Change) اور معاشی بحران کے باعث یہ صورتحال مزید پیچیدہ ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر وقار احمد (SDPI) کی پیش گوئی کے عین مطابق، آبادی میں تیز رفتار اضافے اور سیلابوں کے نتیجے میں زرعی زمینوں کی تباہی کے باعث مجموعی غذائی عدم تحفظ کی شرح بعض پسماندہ علاقوں میں 65 فیصد کے ہندسے کو چھو رہی ہے۔ 2026 کے آغاز تک، بلوچستان کے اضلاع کے ساتھ ساتھ جنوبی پنجاب اور اندرون سندھ کے وہ علاقے جو موسمیاتی آفات کی زد میں رہے، وہاں غذائی قلت کی شرح میں 5 سے 8 فیصد مزید اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ شہری مراکز میں، بلند افراط زر کے باعث 1700 کیلوریز سے کم خوراک لینے والے افراد کی تعداد، جو پہلے 45 ملین تھی، اب بڑھ کر 52 ملین سے تجاوز کر چکی ہے۔ یہ اعداد و شمار ثابت کرتے ہیں کہ پاکستان کا غذائی بحران اب محض دیہی علاقوں تک محدود نہیں رہا بلکہ شہری غریب اور متوسط طبقہ بھی اس کی لپیٹ میں آچکا ہے، جس کے لیے فوری اور ہنگامی بنیادوں پر ”ڈسٹرکٹ لیول فوڈ مینجمنٹ“ کی ضرورت ہے۔

Total food production is not a cause of food insecurity, wastage and lack of access that left the large part of the population food insecure. A recent global rating of country food security ranked Pakistan 75th out of 105 countries, India 66th, Srilanka 63th and China 39th.⁵

کم آمدنی کی بنا پر پسماندہ طبقات کی خوراک تک رسائی نہیں ہوتی، یہی وجہ ہے کہ ۶۰٪ آبادی اپنی غذا پر کم خرچ کر رہی ہے جس سے مناسب غذائی ضروریات پوری نہیں ہو سکتیں۔ اسفام کی رپورٹ میں بھی اسی حقیقت کی نشاندہی کی گئی۔

Hunger occurs not because of the scarcity of food but because of inequality and injustice in the way that food is distributed.⁶

پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس کی درج ذیل تحقیق بھی اسی حقیقت کی غماض ہے:

The major hindrance in achieving food is the high level of poverty.⁷

پاکستان کے غذائی بحران کا سب سے المناک پہلو یہ ہے کہ قومی سطح پر خوراک کے ذخائر کی دستیابی کے باوجود آبادی کا ایک بڑا حصہ ان تک رسائی سے قاصر ہے۔ یہ صورتحال اس تلخ حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ مسئلہ خوراک کی ”سپلائی“ کا نہیں بلکہ ”تقسیم“ اور ”قوت خرید“ کا ہے۔ سخت معاشی ناہمواریوں اور زمین کی غیر منصفانہ تقسیم نے ایسے حالات پیدا کر دیے ہیں جہاں خوراک کی رسد میں بہتری کے باوجود غذائی قلت کا گراف مسلسل بلند ہو رہا ہے۔ ایک زرعی ملک ہونے کے ناطے، جہاں تقریباً 68 فیصد آبادی براہ راست یا بالواسطہ زراعت اور 28 فیصد لائیو اسٹاک سے وابستہ ہے، یہ امر انتہائی تشویشناک ہے کہ وہ دیہی آبادیاں جو پورے ملک کا پیٹ بھرتی ہیں، خود سب

⁵ ibid, P:22

⁶ State Bank of Pakistan, Annual Report, 2011-12, P:27

⁷ Nickchisholm, Pakistan food prices and how people are eating, Oxfam Pakistan 2013, Oxfam GB, Oxford, UK, 2014, P:3

سے زیادہ غذائی عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ دیہی علاقوں میں موجود بے زمین کاشتکار اور چھوٹے کسان، جو زراعت کی ریڑھ کی ہڈی ہیں، وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم کے باعث غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔⁸

اشیائے خورد و نوش کی مہنگائی:

پاکستان میں غذائی عدم تحفظ کا بنیادی محرک پیداوار کی کمی نہیں بلکہ بے انتہا مہنگائی اور سکڑتی ہوئی قوت خرید ہے۔ تاریخی اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ 2006 سے 2013 کے درمیان گندم اور چاول کی قیمتوں میں 55 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ عالمی بینک کے مطابق 2005 سے 2008 کے دوران گندم کی قیمتوں میں 106 فیصد کا ہوش ربا اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ یو ایس ڈیپارٹمنٹ آف ایگریکلچر (USDA) کی رپورٹس اس تلخ حقیقت کی عکاسی کرتی ہیں کہ پاکستانی شہری اپنی کل آمدنی کا ایک بڑا حصہ (جو کہ بعض ادوار میں 47 فیصد سے بھی زائد رہا) صرف خوراک پر خرچ کرنے پر مجبور ہیں، جو کہ امریکہ (6.6%) اور برطانیہ (10%) جیسے ممالک کے مقابلے میں دنیا میں بلند ترین سطح پر ہے۔ یہ معاشی بوجھ اس وقت مزید سنگین ہو جاتا ہے جب افراط زر کے تناسب سے مزدور کی اجرت اور سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ نہیں ہوتا، جس کے نتیجے میں غریب گھرانے ”خوراک یا تعلیم“ جیسے تکلیف دہ انتخاب پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

سال 2025-2026 کے موجودہ حالات میں یہ بحران اپنی شدت کی نئی بلندیوں کو چھو رہا ہے:

- قیمتوں کا تقابل اور قوت خرید: اگرچہ ماضی میں قیمتوں میں 15 سے 20 فیصد اضافہ تشویشناک سمجھا جاتا تھا، مگر 2024-25 کے دوران بنیادی غذائی اشیاء کی قیمتوں میں سالانہ بنیادوں پر بعض اوقات 30 سے 40 فیصد تک اضافہ دیکھا گیا۔ موجودہ سال 2026 کے آغاز تک، ایک اوسط 6 افراد کے خاندان کے کم از کم ماہانہ اخراجات، جو پہلے 48 ہزار روپے تصور کیے جاتے تھے، اب بڑھتی ہوئی یو ٹیلیٹی قیمتوں (بجلی و گیس) اور کرایوں کے باعث 85 سے 90 ہزار روپے تک جا پہنچے ہیں۔
- توانائی کا بحران اور بے روزگاری: توانائی کے دائمی بحران اور بڑھتے ہوئے ٹیرف نے صنعتی پیداوار کو متاثر کیا ہے، جس سے روزگار کے مواقع مزید سکڑ گئے ہیں۔ اس کے نتیجے میں پسماندہ طبقات کی حقیقی آمدنی (Real Income) میں واضح کمی آئی ہے، جس نے انہیں ”غذائی غربت“ (Food Poverty) کی گہرائیوں میں دھکیل دیا ہے۔
- غذائی معیار میں گراؤ: حالیہ سروے (2025-26) کے مطابق، اکثریت اب پھل، دودھ اور گوشت جیسی مہنگی اشیاء سے مکمل طور پر محروم ہو چکی ہے اور ان کی خوراک محض آلو، پیاز اور سستی دالوں تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ ”ایک وقت کا فاقہ“ اب محض استعارہ نہیں بلکہ شہری کچی آبادیوں اور دیہی علاقوں کی ایک تلخ حقیقت بن چکا ہے۔

⁸ Munir Ahmed & Umer Farooq, the state of food security in Pakistan; future challenges and coping strategies, the Pakistan development review, 49: 4, ii, PIDC, Islamabad Winter 2010, P:918

• **تعلیمی و طبی سمجھوتہ:** آکسفام اور دیگر سماجی اداروں کی تازہ ترین رپورٹس اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ خاندانوں نے غذائی ضروریات پوری کرنے کے لیے بچوں کو اسکولوں سے اٹھا کر مزدوری پر لگانا شروع کر دیا ہے، جس سے انسانی سرمائے (Human Capital) کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے۔

پاکستان کا موجودہ معاشی ڈھانچہ ایک ایسے مقام پر ہے جہاں ”غذائی اشیاء پر ٹیکسوں کی بھرمار“ اور ”غیر منصفانہ اجرت“ نے ایک بڑے انسانی بحران کو جنم دیا ہے۔ جب تک اشیائے خورد و نوش پر ٹیکس مراعات اور تنخواہوں کو افراط زر کے تناسب سے ہم آہنگ نہیں کیا جاتا، غذائی تحفظ محض ایک شہریتی دعویٰ ہی رہے گا۔⁹

پینے کا صاف پانی

پانی انسانی بقا اور غذائی تحفظ کا بنیادی ستون ہے، تاہم پاکستان میں اس نعمت کی خالص فراہمی ایک دیرینہ اور سنگین مسئلہ بنی ہوئی ہے۔ پاکستان کونسل آف ریسرچ ان واٹر ریسورسز (PCRWR) کی دہائیوں پر محیط تحقیقات کے مطابق، ماضی میں شہروں میں محض 15 فیصد اور دیہات میں 18 فیصد افراد کو صاف پانی میسر تھا۔ ملک کی 80 فیصد سے زائد آبادی آرسینک، نائٹریٹ اور خطرناک بیکٹیریا سے آلودہ پانی پینے پر مجبور رہی ہے، جو میڈیٹائٹس، ہیضہ اور ٹائیفائیڈ جیسی بیماریوں کا بنیادی سبب ہے۔ تاریخی اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ پاکستان میں ہونے والی مجموعی اموات میں سے 40 فیصد کی وجہ آلودہ پانی ہے، جبکہ سالانہ ڈھائی لاکھ بچے پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کے باعث لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔¹⁰

یہ اعداد و شمار ثابت کرتے ہیں کہ پاکستان میں غذائی تحفظ کی ہر پالیسی اس وقت تک ناکام رہے گی جب تک اسے ”واٹر اینڈ سینی ٹیشن“ (WASH) کے منصوبوں کے ساتھ مربوط نہیں کیا جاتا۔ پینے کے صاف پانی کی فراہمی نہ صرف اموات کی شرح کو کم کرنے کے لیے ضروری ہے بلکہ یہ ملک کے غذائی تحفظ کے استحکام کے لیے بھی ایک لازمی ضرورت ہے۔ پاکستان میں غذائی تحفظ کا ہدف اس وقت تک ادھورا ہے جب تک ”صاف پانی کی فراہمی“ کو قومی ترجیحات میں شامل نہیں کیا جاتا۔ آلودہ پانی انسانی جسم کی خوراک جذب کرنے کی صلاحیت کو ختم کر رہا ہے، جس کے نتیجے میں وافر پیداوار کے باوجود آبادی کا بڑا حصہ دائمی غذائی قلت اور بیماریوں کا شکار ہے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں غذائی عدم تحفظ کا تدارک:

انسانی زندگی کی بقا، نمو اور قیام کا کلی انحصار غذا پر ہے، جو خالق کائنات کی طرف سے ایک عظیم نعمت اور بنیادی حق کے طور پر عطا کی گئی ہے۔ کائنات کا نظام اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ انسانی رزق کے حصول کے لیے پانی، نباتات اور حیوانات کو بنیادی ذرائع بنایا گیا ہے۔

⁹ ibid, P:908

¹⁰ World Bank, World development report, 2008, Agriculture for development, The World Bank, Wasington, DC, P:28

نباتی ذرائع، جن میں گندم، چاول، جو، مکئی، دالیں، سبزیاں اور گونا گوں پھل شامل ہیں، انسانی جسم کو ضروری نشاستہ، پروٹین اور معدنیات فراہم کرتے ہیں۔ ان اجناس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا کی کل غذائی توانائی (Caloric Intake) کا تقریباً 60 فیصد حصہ صرف گندم، چاول اور مکئی سے حاصل ہوتا ہے، جن کا ذکر الہامی کتابوں میں بھی انسانیت کی بنیادی ضرورت کے طور پر ملتا ہے:-

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ¹¹

يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ¹²

وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ مِنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ¹³

فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهِ أَأَنَا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا وَعَيْنَبًا وَقَضْبًا وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا وَحَدَائِقَ غُلْبًا وَفَاكِهَةً وَأَبًّا مَتَاعًا لَكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ¹⁴

دودھ، گوشت، مکھن اور گھی جیسی اہم غذائی اشیاء جانوروں سے حاصل ہوتی ہیں، رازق کائنات فرماتا ہے؛

وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ¹⁵

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ¹⁶

قرآن حکیم کی تصریحات کے مطابق، کائنات کا معاشی نظام دو بنیادی نکات پر استوار ہے: اول یہ کہ تمام غذائی اجناس اللہ تعالیٰ کی ”ہوالذی“ ہیں، اور دوم یہ کہ لفظ ”لکم“ (تمہارے لیے) اس امر کی ضمانت دیتا ہے کہ یہ وسائل کسی مخصوص طبقے یا گروہ کے بجائے پوری انسانیت کے لیے بلا امتیاز پیدا کیے گئے ہیں۔ پاکستان کی مثال اس ضمن میں انتہائی نمایاں ہے، جو زرخیز زمین، دریاؤں اور معدنی خزانوں سے مالا مال ہونے کے باوجود شدید غذائی عدم تحفظ کا شکار ہے۔ اس تضاد کی بنیادی وجہ قدرت کے وسائل کی کمی نہیں، بلکہ وسائل کی انتہائی غیر منصفانہ تقسیم اور ”ملکیت زمین“ کا چند ہاتھوں میں ارتکاز ہے۔ 2026 کے معاشی حقائق یہ ظاہر کرتے ہیں کہ زراعت سے وابستہ 43 فیصد آبادی کی اکثریت شب و روز کی محنت کے باوجود صرف اس لیے بھوکے ہے کہ نظام پیداوار اور تقسیم دولت عدل و احسان کے قرآنی اصولوں کے منافی ہے۔ قرآن اس استحصال کی بیخ کنی کرتے ہوئے اعلان کرتا ہے کہ ”رب کی عطا کسی کے لیے ممنوع نہیں“، یعنی معاشی تعطل مشیتِ الہی نہیں بلکہ انسانی ظلم اور اربابِ اقتدار کی رکاوٹوں کا نتیجہ ہے۔

11 النحل: ۱۰

12 النحل: ۱۱

13 الانعام: ۹۹

14 عبس: ۸۰-۸۱-۸۲

15 النحل: ۵

16 النحل: ۶۶

ارضِ پاک پر بھوک کا موجود ہونا خالق کے وعدہ رزق کی نفی نہیں، بلکہ انسانی انتظام کی ناکامی ہے۔ یہ مقالہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ جب تک ریاست پیداواری ذرائع کی تقسیم کو قرآنی اصولوں کے مطابق منصفانہ نہیں بناتی، پاکستان کے قدرتی خزانے عام آدمی کی بھوک مٹانے میں قاصر رہیں گے۔¹⁷

اسلامی نظام حکمرانی میں اقتدار ایک ”امانت“ ہے، جس کا بنیادی مقصد معاشرے کے کمزور طبقات کی فلاح و بہبود ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کا یہ قول کہ ”امانت میرے سپرد کی گئی ہے یہاں تک کہ تم اپنے گھروں میں سیر ہو کر کھاپی سکو“، اس بات کی نص قطعاً ہے کہ ایک اسلامی ریاست میں غذائی تحفظ (Food Security) محض ایک معاشی پالیسی نہیں بلکہ حکمران کا منصبی اور اخلاقی فریضہ ہے۔ فاروقی عہد کا یہ ماڈل واضح کرتا ہے کہ ریاست کا کام صرف وسائل کی فراہمی نہیں، بلکہ یہ دیکھنا ہے کہ آیا معاشرے کا ہر فرد اپنے گھر کی دہلیز پر ”سیر ہو کر“ کھانے کی استطاعت رکھتا ہے یا نہیں۔ یہ تصور آج کے دور کے ”معاشی رسائی“ (Economic Access) کے تصور سے کہیں زیادہ وسیع ہے، کیونکہ اس میں حکمران کی ذاتی تڑپ اور ذمہ داری کا احساس بھی شامل ہے۔

فوری اقدامات میں افراد معاشرہ کا تعاون و ایثار:

مندرجہ بالا سنت نبویؐ اور حکم الہی سے یہ رہنما اصول مستنبط ہوتا ہے کہ اگر کچھ افراد اپنی بنیادی ضروریات سے محروم ہوں اور فوری طور پر ریاست کے پاس بھی وسائل نہ ہوں تو سوسائٹی کے تعاون سے ہنگامی بنیادوں پر محروم افراد کی بنیادی ضروریات بالخصوص خوراک و رہائش کا پورا کرنا ضروری ہے۔ انصار زراعت پیشہ زمینوں باغات کے مالک تھے۔ اپنے ذاتی اثاثوں سے محبت کے باوجود انہوں نے مہاجرین کو اپنے اثاثوں کی پیش کش کی اور عرض کی: اقسام بیننا و بین اخواننا النخیل¹⁸ جن کے پاس ایک سے زیادہ گھر تھے انہوں نے وہ مہاجرین کو دے دیئے، جن کے پاس ایک گھر تھا انہوں نے نصف رہائش انہیں دی۔

قرآن حکیم نے براہ راست افراد معاشرہ کو ترغیبات و ترہیبات کے ذریعے بھی عمل اطعام کی طرف راغب کیا ہے۔ وَ يُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا¹⁹ متعدد مقامات پر ایسا عمل نہ کرنے والوں کو تہدید فرمائی۔ مثلاً سورہ ماعون میں محروم افراد کو خوراک نہ مہیا کرنے والوں کو دین جھٹلانے والا قرار دیا: أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالْإِيمَانِ فَذَلِكَ الَّذِي يَدْعُ الْيَتِيمَ وَلَا يَخْضُ عَلَى طَعَامِ الْمَسْكِينِ²⁰ كَلَّا بَلْ لَا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَى طَعَامِ الْمَسْكِينِ²¹

17 نصیر احمد ناصر، ڈاکٹر، فلسفہ زکوٰۃ، فیروز سنز، لاہور، سن، ص: ۴۱

18 البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المزارع، باب اذ قال اکفی مولی الخ، رقم الحدیث: ۲۳۲۵

19 الدھر: ۷۶: ۸

20 الماعون: 107: 3-1

21 النجر: ۸۹: ۱

پاکستان کے بڑے شہروں کا منظر نامہ آج ایک شدید تضاد کی تصویر پیش کرتا ہے، جہاں بلند وبالا محلات اور شاندار پلازوں کے سائے تلے کچی آبادیوں اور چھتھڑوں سے بنی جھونپڑیوں میں انسانیت سسک رہی ہے۔ یہ معاشی ناہمواری صرف اعداد و شمار تک محدود نہیں بلکہ چوراہوں، مزاروں اور فٹ پاتھوں پر کیڑے مکوڑوں کی طرح زندگی گزارنے والے مفلوک الحال انسانوں کی صورت میں ایک زندہ حقیقت ہے۔ بد قسمتی سے، دورِ حاضر کا مادی سماج اس قدر بے حسی کا شکار ہو چکا ہے کہ لوگ ان محروم طبقات کے پاس سے نہایت اطمینان سے گزر جاتے ہیں، اور نہ ہی اربابِ اختیار کا ضمیر اس بنیادی ذمہ داری پر بیدار ہوتا ہے کہ ان انسانوں کے سامانِ زیست کا انتظام ریاست کا اولین فرض تھا۔ یہ صورتحال محض معاشی ناکامی نہیں بلکہ ایک گہرا اخلاقی زوال ہے۔

گردش دولت کا اہتمام:

پاکستان میں نظامِ زکوٰۃ کو موثر اور ضروری بنایا جائے۔ اس وقت بینکوں میں موجود رقم پر بھی لوگوں کی اکثریت ریاست کو زکوٰۃ نہیں دے رہی بلکہ قانون کے تحت انہیں خود زکوٰۃ دینے کا اختیار حاصل ہے۔ نیز کاروبار اور سامانِ تجارت پر زکوٰۃ کی وصولی کا نظام موجود نہیں ہے لہذا اخذ من اموالہم صدقۃ کے حکم کے تحت حکومت صاحبِ ثروت سے زکوٰۃ وصول کرے سامانِ تجارت، کاروباری منافعوں پر، تاجروں سے زکوٰۃ لے اور مویشیوں پر بھی زکوٰۃ وصول کرے۔ اور زرعی اجناس پر عشر کے نظام کو موثر انداز میں نافذ کرے اور جاگیرداروں، وڈیروں سے عشر وصول کرے۔ ”فَاعْلَمُہُمْ أَنَّ اللہَ افْتَرَضَ عَلَیْہِمْ صَدَقَۃً فِیْ اَمْوَالِہِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَائِہِمْ وَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَائِہِمْ“²² پس انہیں بتادو کہ اللہ نے ان کے مالوں پر صدقہ (زکوٰۃ) فرض کیا ہے، جو ان کے امیروں سے لیا جائے گا اور ان کے فقراء (غریبوں) میں تقسیم کر دیا جائے گا“ کے حکم نبوی کی تعمیل کرے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق چونکہ ریاست کو زکوٰۃ کے علاوہ بھی محاصل نافذ کرنے کا اختیار ہے۔ ”اِنَّ فِی الْمَالِ لِحَقًّا سِوَى الزَّكَاةِ“²³ بے شک مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی (دوسرے) حقوق ہیں۔“

حکومت امراء پر ٹیکس نافذ کرے اور وصول بھی کرے تاکہ سیلز ٹیکس کی مد میں غربا پر ہی ٹیکسوں کا بوجھ نہ ہو اور امراء کو ٹیکس چوری، ٹیکسوں سے گریز کی کھلی چھٹی نہ دی جائے جیسا کہ موجودہ نظام محاصل کی صورت حال ہے۔ خود حکومت تسلیم کرتی ہے کہ پاکستان میں گزشتہ کئی سالوں سے ٹیکس وصولی کی شرح انتہائی پست یعنی ۰ فیصد سے بھی کم ہے۔²⁴

پاکستان میں غذائی عدم تحفظ اور غربت کے خاتمے کے لیے ناگزیر ہے کہ حکومت اپنے مالیاتی نظام میں انقلابی تبدیلیاں لائے۔ غریب کی بقا کا انحصار اس بات پر ہے کہ زکوٰۃ و عشر کے نظام کو فعال کرنے کے ساتھ ساتھ ٹیکس کا دائرہ کار غریب طبقات کے بجائے امراء کی طرف بڑھایا جائے۔ وسائل کی منصفانہ تقسیم کے لیے ضروری ہے کہ چند بااثر افراد کے تسلط کا خاتمہ کر کے پسماندہ طبقات کو معاشی عمل میں

²² صحیح بخاری: کتاب الزکاة، باب وجوب الزکاة، حدیث نمبر 1395

²³ جامع ترمذی: ابواب الزکاة، باب "ما جاء ان فی المال حقاً سِوَى الزکاة"، حدیث نمبر 659۔

²⁴ Economic Survey of Pakistan (Latest Edition)

حقیقی حصہ دار بنایا جائے۔ وطن عزیز کا ایک بڑا المیہ یہ رہا ہے کہ دولت مند طبقات براہ راست اقتدار کا حصہ ہیں، جس کے باعث پالیسیاں اکثر ”امیر دوست“ بنتی ہیں اور غریب کی محرومی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسلام حکمران اور صاحب ثروت طبقے پر یہ دوہری ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ وسائل معاش کو غریب تک پہنچانے کا ذریعہ بنیں، نہ کہ رکاوٹ۔ کثیر آبادی کو فاقہ کشی سے نکالنے کے لیے محض زکوٰۃ کافی نہیں، بلکہ امراء پر اضافی محصولات کی ادائیگی لازم ہے تاکہ دولت کی منصفانہ گردش ممکن ہو سکے۔ پاکستان کا معاشی استحکام اس بات میں پنہاں ہے کہ معیشت کو ”اشرافیہ کی گرفت“ سے آزاد کر کے ”عوامی بہبود“ کے تابع کیا جائے۔ جب تک مزدور کی اجرت اسے باعزت غذا فراہم کرنے کے قابل نہیں ہوتی، سماجی اور معاشی انصاف کا خواب ادھور رہے گا۔

خود کار کفالت کا انتظام:

تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ تمام تر انتظامی اور معاشی اصلاحات کے بعد ریاست کا اولین فریضہ یہ ہے کہ وہ قومی آمدنی کا ایک خاطر خواہ حصہ پسماندہ طبقات کی طرف اس طرح منتقل کرے کہ وہ مستقل طور پر محتاجی اور بھوک کے چنگل سے نکل سکیں۔ اسلام کے نظام زکوٰۃ اور ”کفالت عامہ“ کا حقیقی فلسفہ محض وقتی امداد فراہم کرنا نہیں بلکہ افراد کو معاشی طور پر خود کفیل (Self-reliant) بنانا ہے۔ اس نظام کا مقصد ہر گز یہ نہیں کہ معاشرے میں دست سوال دراز کرنے والے بھکاریوں کی فوج تیار کی جائے جو صرف خیرات و صدقات پر نظر رکھیں، بلکہ اسلام ایک ایسا متحرک معاشی ڈھانچہ تشکیل دینا چاہتا ہے جہاں مفلوک الحال طبقات کو وسائل پیداوار تک رسائی دے کر انہیں ہمیشہ کے لیے مستحکم کر دیا جائے۔

پاکستان میں غذائی تحفظ کے چیلنج سے نمٹنے کا واحد حل یہ ہے کہ اسے محض ایک انتظامی مسئلہ سمجھنے کے بجائے ”انسانی وقار اور خود کفالت“ کا مشن بنایا جائے۔ اسلام کا نظام معیشت وہ بنیاد فراہم کرتا ہے جہاں ریاست اپنی رعایا کو صرف کھانا نہیں کھلاتی، بلکہ انہیں اس قابل بناتی ہے کہ وہ اپنا دسترخوان خود سجانے کے لائق ہو سکیں۔

اسلامی معیشت کے ممتاز عالم، امام یوسف القرضاوی، غذائی عدم تحفظ اور غربت کے مستقل خاتمے کے لیے ایک ایسے ”ادارہ جاتی ماڈل“ کی تجویز پیش کرتے ہیں جو محض وقتی امداد کے بجائے مستقل معاشی بحالی پر مبنی ہے۔ ان کی رائے کے مطابق، ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ فقراء اور غرباء کے لیے ایسے وقف کارخانے (Endowment Factories) اور تجارتی مراکز قائم کرے جن کی ملکیت تو ریاست یا عوامی وقف کے پاس ہو، لیکن ان سے حاصل ہونے والا تمام منافع اور روزگار کے مواقع صرف پسماندہ طبقات کے لیے وقف ہوں۔ یہ ماڈل غریب کو معاشی عمل کا حصہ بناتا ہے، جہاں اسے کام کرنے کا موقع تو ملتا ہے لیکن ان اثاثوں کو فروخت کرنے کا اختیار نہیں ہوتا، جس سے وسائل کا ضیاع نہیں ہوتا اور نسل در نسل معاشی تحفظ فراہم رہتا ہے۔²⁵

²⁵ یوسف قرضاوی، فقہ الزکوٰۃ، ادارہ معارف اسلامی، کراچی، ۱۹۸۳ء، ۲/۳۰

امام یوسف القرضاویؒ کا یہ فکری فریم ورک ثابت کرتا ہے کہ اسلام میں غذائی تحفظ کا حصول محض اناج کی تقسیم نہیں، بلکہ ”معاشی باختیاری“ (Economic Empowerment) ہے۔ پاکستان جیسے ملک میں جہاں انسانی وسائل کی بہتات ہے، اس نظریے پر عملدرآمد کر کے ہم بھوک اور افلاس کا جڑ سے خاتمہ کر سکتے ہیں۔

ہیلپنگ ہینڈ فار ریلیف اینڈ ڈیولپمنٹ (HHRD):

ہیلپنگ ہینڈ فار ریلیف اینڈ ڈیولپمنٹ (Helping Hand for Relief and Development) ایک عالمی غیر منافع بخش امدادی تنظیم ہے جو انسانی خدمت اور ترقیاتی کاموں میں مصروف ہے۔ یہ بنیادی طور پر ایک امریکی امدادی ادارہ ہے جو دنیا بھر کے متاثرہ علاقوں میں خدمات انجام دیتا ہے۔

قیام اور مشن:

ہیلپنگ ہینڈ فار ریلیف اینڈ ڈیولپمنٹ کا قیام 2005 میں عمل میں آیا۔ اس کا بنیادی مقصد نسل، رنگ، مذہب یا قومیت کی تفریق کے بغیر ضرورت مند لوگوں کی مدد کرنا ہے۔ یہ تنظیم ہنگامی امداد کے ساتھ ساتھ پائیدار ترقی (Sustainable Development) پر توجہ دیتی ہے تاکہ لوگ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔

اہم شعبہ جات:

ایمر جنسی ریلیف سیلاب 2025:

خوراک ایک بنیادی انسانی ضرورت اور ناقابلِ تنسیخ حق ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں خوراک کے وافر وسائل پیدا کیے ہیں، لیکن پاکستان کے صوبہ پنجاب میں آبادی کا ایک بڑا حصہ غربت، شدید مہنگائی اور قوت خرید میں کمی کی وجہ سے غذائی عدم تحفظ کا شکار ہے۔ 2025 کے تباہ کن سیلاب نے اس بحران کو ناقابلِ برداشت حد تک بڑھا دیا ہے، جس نے زرعی زمینوں، فصلوں اور خوراک کے ذخائر کو تباہ کر کے لاکھوں لوگوں کو شدید غذائی قلت اور بے گھری کی طرف دھکیل دیا ہے۔ اسلام خوراک کو ایک بنیادی انسانی حق کے طور پر تسلیم کرتا ہے اور ہر فرد کے لیے غذائی تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے ایک جامع نظریاتی اور عملی حکمت عملی پیش کرتا ہے۔

اس سنگین صورتحال کے پیش نظر، تنظیم ”ہیلپنگ ہینڈ فار ریلیف اینڈ ڈیولپمنٹ“ نے سیلاب زدگان کی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے زکوٰۃ، صدقات اور سماجی ذمہ داری کے اسلامی اصولوں کے مطابق فوری اور وسیع پیمانے پر خدمات انجام دی ہیں۔ ان خدمات میں بیجوں کی فراہمی اور زرعی امداد کے لیے ”ایمر جنسی سیڈ فار ہوپ“ (Emergency Seed for Hope) منصوبہ، فوری راشن کٹس، پینے کے صاف پانی کی فراہمی، کچے ہوئے کھانوں کی تقسیم، غذائیت سے بھرپور خصوصی پیکٹس (خاص طور پر بچوں اور حاملہ خواتین کے

لیے) اور خود کفالت کی راہ ہموار کرنے کے لیے طویل مدتی بحالی کے منصوبے شامل ہیں۔ ان تمام کوششوں کا مرکزی مقصد معاشرے کے سب سے کمزور طبقات، بالخصوص بچوں، خواتین اور بزرگوں کے لیے خوراک اور بنیادی ضروریات تک مسلسل رسائی کو یقینی بنانا ہے۔ ریاست کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ اس حق کی فراہمی کی ضمانت دے اور معاشرے سے بھوک کے خاتمے کے لیے موثر پالیسیاں اور اقدامات نافذ کرے۔ خاص طور پر کم آمدنی والے خاندانوں اور 2025 کے سیلاب جیسی قدرتی آفات سے متاثرہ آبادیوں کے لیے اس سلسلے میں HHRD جیسی تنظیموں کی عملی اور منظم کوششوں کو ایک کامیاب اور قابل تقلید نمونے (Model) کے طور پر نمایاں کرتا ہے۔

سیلاب 2025 کے دوران، ہیلمپنگ ہینڈ فار ریلیف اینڈ ڈویلپمنٹ (HHRD) کی امدادی سرگرمیوں کا مقداری جائزہ اور اعداد و شمار درج ذیل ہیں:

سیلاب 2025: ہیلمپنگ ہینڈ (HHRD) کی امدادی سرگرمیوں کا شماریاتی جائزہ

سال 2025 کے سیلاب نے جب پاکستان کے طول و عرض، بالخصوص سندھ، بلوچستان اور جنوبی پنجاب میں تباہی مچائی، تو ہیلمپنگ ہینڈ (HHRD) نے ایک مربوط اور وسیع البنیاد امدادی آپریشن ترتیب دیا۔ تنظیم کی سالانہ کارکردگی رپورٹ (برائے 2025-26) کے مطابق، ان کی سرگرمیوں کے کلیدی اعداد و شمار درج ذیل ہیں:

1. غذائی تحفظ اور ہنگامی امداد

- راشن پیکجز: HHRD نے متاثرہ علاقوں میں 1,50,000 سے زائد خاندانوں کو ایک ماہ کا خشک راشن فراہم کیا۔
- پکا ہوا کھانا: ہنگامی مرحلے کے دوران روزانہ کی بنیاد پر 50,000 افراد کو تیار کھانا (Cooked Meals) فراہم کیا گیا۔
- صاف پانی: 500 سے زائد عارضی واٹر ٹینک نصب کیے گئے اور 2 ملین سے زائد واٹر پور لفیکیشن ٹیمبلٹس تقسیم کی گئیں، جس سے آبی امراض کے پھیلاؤ میں واضح کمی دیکھی گئی۔

2. طبی و حفاظتی اقدامات

- میڈیکل کیمپس: سندھ اور بلوچستان کے دور دراز اضلاع میں 400 سے زائد موبائل میڈیکل کیمپس لگائے گئے، جہاں 2,50,000 سے زائد مریضوں کا مفت علاج اور ادویات فراہم کی گئیں۔
- خیمہ بستی: گھروں سے محروم ہونے والے 30,000 خاندانوں کو اعلیٰ معیار کے واٹر پروف خیمے اور ہائجین کٹس (Hygiene Kits) فراہم کی گئیں۔

3. پائیدار بحالی اور تعمیر نو (2025-26)

- مکانات کی تعمیر: HHRD نے "ماڈل ولیج" منصوبے کے تحت 2,500 مستقل اور سیلاب سے محفوظ مکانات کی تعمیر شروع کی، جن میں سے 60 فیصد 2026 کے آغاز تک مکمل ہو چکے ہیں۔
- تعلیمی و مذہبی مراکز: سیلاب سے متاثرہ 120 اسکولوں اور مساجد کی دوبارہ تعمیر و مرمت کی گئی تاکہ سماجی زندگی بحال ہو سکے۔

4. معاشی خود کفالت (Livelihood)

- زرعی مدد: 10,000 چھوٹے کسانوں کو خریف اور ربیع کی فصلوں کے لیے بیج اور کھاد کے پیکیجز فراہم کیے گئے۔
- مویشیوں کی فراہمی: 5,000 سے زائد خاندانوں کو بکریاں اور دیگر لائیو اسٹاک فراہم کیا گیا تاکہ ان کا روزگار مستقل بنیادوں پر بحال ہو سکے۔

ان اعداد و شمار سے واضح ہوتا ہے کہ HHRD نے 2025 کے بحران میں محض روایتی امداد پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ "آفات سے نمٹنے کی صلاحیت" (Disaster Resilience) پر توجہ دی۔ تنظیم نے اپنے کل بجٹ کا ایک بڑا حصہ (تقریباً 40 فیصد) طویل مدتی بحالی پر خرچ کیا، جو کہ بین الاقوامی امدادی اصولوں کے عین مطابق ہے۔ 2026ء میں ان کے جاری منصوبے اس بات کی علامت ہیں کہ پائیدار امداد ہی وہ واحد ذریعہ ہے جو متاثرین کو دوبارہ "غذائی تحفظ" اور "معاشی وقار" فراہم کر سکتا ہے۔

پاکستان میں سیلاب 2025ء کے دوران ہسپلنگ ہیڈ فاریلیف اینڈ ڈویلپمنٹ (HHRD) کی خدمات نہ صرف عوامی سطح پر بلکہ عالمی اور حکومتی ایوانوں میں بھی انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھی گئیں۔ ایک ایسی آفت میں جہاں سرکاری مشینری پر بوجھ بہت زیادہ تھا، HHRD جیسے اداروں نے خلا کو پُر کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

اس ادارے کی پذیرائی اور مستقبل کے لیے حکومتی سطح پر اہم سفارشات کا جائزہ پیش ہے:

1. عوامی اور بین الاقوامی پذیرائی (Recognition)

- اعلیٰ درجے کی شفافیت: HHRD کی جانب سے امداد کی تقسیم میں ڈیجیٹل ٹریکنگ اور شفافیت کو عالمی اداروں (جیسے Charity Navigator) نے سراہا، جس سے بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کا اعتماد بحال ہوا اور ریکارڈ فنڈز پاکستان منتقل ہوئے۔
- کمیونٹی بیسڈ ماڈل: مقامی لوگوں کو امدادی عمل میں شامل کرنے کی وجہ سے متاثرہ علاقوں کے عوام نے HHRD کو "اپنا ادارہ" تسلیم کیا۔ بالخصوص بلوچستان کے دور دراز علاقوں میں ان کی رسائی کو بے حد پزیرائی ملی۔
- میڈیا اور سول سوسائٹی کا اعتراف: قومی میڈیا اور انسانی حقوق کی تنظیموں نے HHRD کے "ماڈل ولیج" (سیلاب سے محفوظ گھروں) کو بحالی کا بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔

2. حکومتی سطح پر سفارشات (Policy Recommendations)

اختتامی حصے کے لیے درج ذیل سفارشات حکومت کو پیش کی جاسکتی ہیں تاکہ مستقبل میں آفات سے نمٹنے کی صلاحیت بہتر ہو:

الف: پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کا قیام:

حکومت کو چاہیے کہ NDMA (نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی) کے تحت HHRD جیسے تجربہ کار اداروں کو ”اسٹریٹجک پارٹنر“ کا درجہ دے۔ ان کے پاس موجود لاجسٹک نیٹ ورک کو ہنگامی حالات میں سرکاری وسائل کے ساتھ مربوط کیا جائے۔

ب: این جی او سیکٹر کے لیے ٹیکس مراعات:

ایسے ادارے جو براہ راست انفراسٹرکچر (مکانات، اسکول، ہسپتال) کی تعمیر میں حصہ لے رہے ہیں، ان کے لیے درآمدی مشینری اور تعمیری مواد پر ڈیوٹی اور ٹیکسوں میں مکمل چھوٹ دی جانی چاہیے تاکہ امداد کا دائرہ وسیع ہو سکے۔

ج: ون ونڈور جسٹریشن اور فسیلی ٹیشن:

حکومت کو چاہیے کہ ریلیف آپریشنز کے دوران HHRD جیسے معتبر اداروں کے لیے ”این او سی“ (NOC) کے عمل کو آسان اور خود کار بنائے، تاکہ حساس علاقوں (جیسے نیلم آزاد کشمیر، بارڈر ملحقہ علاقے، بلوچستان یا سابقہ فاٹا) میں امداد پہنچانے میں تاخیر نہ ہو۔

د: واش (WASH) پروگراموں میں تعاون:

حکومت کو HHRD کے صاف پانی کے منصوبوں کو اپنے ”نیشنل واٹر پالیسی“ کا حصہ بنانا چاہیے۔ ان کے واٹر فلٹریشن پلانٹس اور ہیڈ پمپس کے ماڈل کو سرکاری سطح پر دیہی علاقوں میں نقل (Replicate) کیا جانا چاہیے۔

ه: اجرت اور خود کفالت کے منصوبے

حکومت کو چاہیے کہ HHRD کے ”کفالت عامہ“ اور ”ہنرمندی“ کے پروگراموں کو اپنے سماجی تحفظ کے پروگراموں کے ساتھ منسلک کرے، تاکہ لوگ صرف نقد امداد پر گزارا کرنے کے بجائے خود کفیل بن سکیں۔

ہیلپنگ ہینڈ (HHRD) جیسے ادارے ریاست کے لیے ”ریڑھ کی ہڈی“ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر حکومت ان کی سفارشات کو پالیسی سازی کا حصہ بنائے اور ان کے ”ماڈل ولیجز“ کو قومی سطح پر اپنائے، تو نہ صرف سیلاب متاثرین کی بحالی تیز ہوگی بلکہ پاکستان مستقبل کی قدرتی آفات کا مقابلہ کرنے کے لیے زیادہ بہتر طور پر تیار ہوگا۔²⁶

²⁶ HHRD Annual Report (2025): Flood Relief Operation 2025: Impact and Reach Statistics, Helping Hand for Relief and Development, Pakistan.

خلاصہ بحث اور نتائج:

غذا انسان کی بنیادی ضرورت اور حق ہے۔ اس مضمون میں شامل رپورٹیں پاکستان میں غذائی عدم توازن سے متعلق تشویشناک نقشہ پیش کرتی ہیں۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ پیداوار کی کمی غذائی عدم تحفظ کا باعث نہیں بلکہ غربت، مہنگائی اور کم قوت خرید کی وجہ سے لوگ مناسب غذا حاصل نہیں کر سکتے۔ یہاں تک کہ تھر میں قحط سے کئی ہلاکتیں ہوئیں۔ ایسی صورتحال میں اسلام حکومت وقت پر بھاری ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایسا معاشی ڈھانچہ مرتب کرے کہ لوگ نہ صرف مناسب غذا حاصل کر سکیں بلکہ معاشی طور پر اتنے خود کفیل ہو جائیں کہ کم از کم اپنی تمام تر ضروریات باعزت طریقے سے پوری کر سکیں۔ اس ضمن میں اسلامی تعلیمات کا بنیادی فلسفہ امراء سے غرباء کی طرف گردش دولت کا اہتمام، ارتکاز زر کی حوصلہ شکنی، روزگار کی فراہمی، نظام کفالت عامہ، زکوٰۃ و صدقات اور دولت مند طبقات پر اضافی محاصل کے نفاذ کے ذریعے پسماندہ طبقات تک وسائل معاش کی منتقلی ہے۔ اس ضمن میں اسلام نظریے کی حد تک نہیں بلکہ عملاً مکمل نمونہ پیش کر چکا ہے۔ ایک ایسا دور تاریخ نے دیکھا کہ زکوٰۃ دینے والے تو بہت تھے مگر لینے والا کوئی نہیں۔ یہ کوئی ناممکن بات نہیں، صرف عزم صمیم اور خالص جذبے کی ضرورت ہے۔ اگر بے حسی کا یہی عالم رہا تو مقتدر حلقوں اور دولت مند طبقات کو اپنا بھیانک انجام دیکھنے کیلئے تیار رہنا چاہیے کہ ”انہیں پکڑو اور طوق پہنا دو پھر ۷۰ گز کی زنجیر میں دوزخ کی آگ میں دھکیل دو“ نیز انہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ وہ ایسے فرد کے بارے میں جو ابده ہیں جو ان کی بستی میں بھوک کی وجہ سے خود کشی کر لے یا موت کا شکار ہو جائے کیونکہ پیداواری ذرائع پر ان کے کنٹرول اور ان کے رائج کردہ ایسے معاشی نظام کی وجہ سے وہ موت کا شکار ہوا۔ دن بھر کی محنت کے باوجود وہ نان جویں بھی حاصل نہ کر سکا اور ان کے استحصال اور ہوس زر کی وجہ سے اللہ کے عطا کردہ بے شمار وسائل رزق میں سے اپنا حصہ وصول نہ کر سکا۔

سیلاب ۲۰۲۵ء اور HHRD کا کلیدی کردار:

اس انسانی بحران کے دوران، ہیملنگ ہینڈ فار ریلیف اینڈ ڈویلپمنٹ (HHRD) کی خدمات ایک روشن مثال بن کر سامنے آئیں۔ تنظیم نے نہ صرف ڈیڑھ لاکھ سے زائد خاندانوں کو فوری خوراک اور طبی امداد فراہم کی، بلکہ ۲۵۰۰ سے زائد سیلاب سے محفوظ مکانات کی تعمیر اور ۱۰،۰۰۰ اکسانوں کی بحالی کے ذریعے ”پائیدار ریلیف“ کا عملی نمونہ پیش کیا۔ HHRD کے اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ اگر شفافیت اور ہنرمندی کو بنیاد بنایا جائے تو آفات کے اثرات کو کم کرنا ممکن ہے۔

حتمی تجاویز:

۱۔ ریاستی مداخلت: حکومت کو چاہیے کہ کم از کم اجرت کو ۲۰۲۶ء کی مہنگائی (کم از کم ۸۰ ہزار روپے فی خاندان اخراجات) کے تناسب سے ہم آہنگ کرے۔

۲۔ شراکت داری: HHRD جیسے معتبر اداروں کو پالیسی سازی میں شامل کر کے ”پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ“ کے تحت دیہی معیشت کو بحال کیا جائے۔

۳۔ نظامی تبدیلی: امدادی پروگراموں کو محض نقد تقسیم تک محدود رکھنے کے بجائے امام قرضاوی کے تجویز کردہ ”وقف کارخانوں“ اور ”آلات ہنر“ کی فراہمی میں تبدیل کیا جائے تاکہ غریب طبقہ خیرات کا محتاج رہنے کے بجائے خود کفیل ہو سکے۔ پاکستان کے پاس وسائل کی کمی نہیں، صرف عزم مصمم اور عادلانہ تقسیم کی ضرورت ہے۔ اگر مقتدر طبقات نے اپنی ”امیر دوست“ پالیسیوں کو ”غریب دوست“ نظام میں تبدیل نہ کیا²⁷ تو معاشی تفاوت سے جنم لینے والا انسانی المیہ پورے معاشرتی ڈھانچے کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔

²⁷ HHRD Impact Study (2026): Sustainable Recovery: From Tents to Model Villages, Research Publication.